الامام الصادق والمذاهب الاربعة

سید رمیز الحسن موسوی*
srhm2000@yahoo.com

امام جعفر صادق علیہ السلام کی تاریخ اور سیرت کے بارے میں لکھی جانے والی تحقیقی کتابوں میں ایک اہم کتاب ''الامام الصادق والمذاہب الاربعۃ'' ہے۔ یہ کتاب امام جعفر صادق علیہ السلام کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے بہترین علمی وتاریخی ماخذ شمار ہوتی ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی شخصیت اور سیرت وتاریخ کی پہچان ومعرفت اور آپؑ کی علمی وسیاسی وثقافتی زندگی کے باب میں ایک اہم تحقیق سمجھی جاتی ہے۔اس کتاب میں امام علیہ السلام کے فقہی وکلامی اور فکری اصول کو دوسرے مذاہب کی علمی شخصیات کے ساتھ موازنے کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ کتاب امام علی علیہ السلام کی حقانیت کے اثبات میں لکھی جانے والی علامہ امینیؒ کی "الغدیر" کے پایہ کی کتاب قرار دی جاسکتی ہے۔اس کتاب کی پہلی جلد ۶۰ سال پہلے ۱۳۷۵ھ میں عراق میں شائع ہوئی تھی ،جس کے بعد اس نے میدان علم و تحقیق کے شہسواروں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالی تھی۔ اس وقت ہمارے سامنے "الامام الصادق والمذاہب الاربعۃ" مطبوعہ مکتبہ الصدر طھران کا تین جلدی نسخہ ہے جو لسانیات کالج قاہرہ میں عربی ادب کے پروفیسر ڈاکٹر حامد حفنی داود کے مقدمے کے ساتھ شائع ہوا ہے۔اس کتاب کے فارسی اور اُردو زبان میں بھی تراجم ہوچکے ہیں۔اُردو میں اس کتاب کی پہلی جلد علامہ ذیشان حیدر جوادی مرحوم کے قلم توانا کے ذریعے ترجمہ ہوئی ہے جسکا دوسرا ایڈیشن "مکتبہ تعمیر ادب لاہور" نے شائع کیا ہے۔

مولف کا تعارف

اس کتاب کے مؤلف نجف اشرف کے ممتاز محقق ،عالم اور ادیب جناب علامہ شیخ اسد حیدر مرحوم ہیں۔ یہ وہ محقق اور عالم ہیں جو عراق کے ''آل حیدر'' نامی ایک مشہور خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ خاندان ان دنوں عراق کے ضلع ناصریہ کے سوق الشیخ میں سکونت پذیر ہے۔ شیخ اسد حیدر ۱۳۴۷ھ میں اسی علاقے میں پیدا ہوئے ہیں۔ ہوش سنبھالنے کے بعد اُنہوں نے حوزہ علمیہ نجف میں آیت اللہ محمد حسین کاشف الغطاءؒ، آیت اللہ سید محسن حکیمؒ اور آیت اللہ خوئیؒ کے مکتب درس میں شرکت کی۔علامہ اسد حیدرؒ فقہی اور اصولی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جدید زمانے کے علوم وفنون بھی حاصل کرتے رہے اور خطابت اور مذہبی اشعار کہنے میں بھی نام پیدا کیا۔ شیخ اسد حیدرؒ نے ۶۷ سال کی عمر میں ۱۹۸۴ء میں وفات پائی اور نجف اشرف میں دفن ہوئے۔اُن کی علمی کتابوں میں زیر تبصرہ کتاب کے علاوہ ''مع الحسین فی النھضۃ''، ''الشیعۃ فی قفص الاتہام''، ''احسن الطلب''، ''عائشۃ والتشریع الاسلامی'' اور ''مقالات وقصائد فی الصحف النجفیۃ'' مشہور ہیں۔

---

* ۔ مدیر مجلّہ سہ ماہی "نور معرفت" نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت)، بھارہ کہو، اسلام آباد۔

کتاب کے بارے میں دانشوروں کی آراء

ڈاکٹر حامد حنفی داؤد اس کتاب پر اپنے مقدمے میں لکھتے ہیں : ''سب سے پہلا نکتہ جو اس عظیم کتاب میں انسان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرتا ہے وہ مؤلف کی وسعت نظر کا افق نظر ہے اور موضوع کے تمام پہلوؤں کی طرف متوجہ ہونا ہے جس سے مؤلف کی وسیع معلومات کی نشاندہی ہوتی ہے ۔اُنھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی شخصیت کے بارے میں تمام صاحب رائے علمی شخصیات کی آراء کو جمع کیا ہے اور امامؑ کی شخصیت سے تعلق رکھنے والے ہر واقعے کو ادبی اسلوب کے ساتھ اور ہر قسم کے تعصب سے دور رہ کر ذکر کیا ہے''۔(مقدمہ کتاب)

مشہور مؤرخ ڈاکٹر صادق آئینہ وند لکھتے ہیں :''میری نظر میں یہ کتاب ایک بہترین دائرۃ المعارف ہے کہ جو منصفانہ اور محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔یہ کتاب امام جعفر صادق علیہ السلام کی زندگی کے علمی پہلوؤں ،فکری کوششوں ،انحرافات کے مقابلے میں جدوجہد کو بہت اچھی طرح اُجاگر کرتی ہے اور اسلامی مذاہب کے درمیان وحدت الفت اور پُر خلوص کے جذبے کے ساتھ لکھی گئی ہے۔''

کتاب کے مضامین پر ایک نظر

ہمارے سامنے کتاب "الامام الصادق والمذاہب الاربعہ ''کا تین جلدی نسخہ ہے جو چھ حصوں پر مشتمل ہے۔جس میں درج ذیل عناوین کے تحت تاریخی و علمی موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔جس کی فہرست وار تفصیل کچھ یوں ہے :

پہلی جلد

اس جلد کے پہلے حصے کے اہم عناوین یہ ہیں :امام جعفر صادقؑ اُموی اور عباسی دور میں اس عنوان کے تحت اُموی اور عباسی خلافت کا ایک تاریخی جائزہ لیا گیا ہے اور خلفاء کے ان دونوں گروہوں کی طرف سے اہل بیت اطہارؑ کے خلاف کیا سازشیں ہوئی ہیں ،ان کی تفصیل ذکر ہوئی ہے اسی طرح امام علیہ السلام نے اُموی و عباسی حکمرانوں کے طرز عمل کے مقابلے میں کیا مؤقف اختیار کیا ہے ،اس کی وضاحت کی گئی ہے۔اس کے بعد امام جعفر صادقؑ کی شخصیت اور امامؑ کے بارے میں علما کی آراء نقل کی گئی ہیں اور ساتھ ہی امام کے علمی و معنوی مکتب فکر پر بہت ہی دلچسپ انداز میں بحث کی گئی ہے۔اس باب میں ایک اہم عنوان امام بخاری اور امام جعفر صادقؑ ہے۔جس میں مؤلف صحیح بخاری کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں اور اس کتاب کی مسلمانوں کے درمیان اہمیت اور ہیبت کا تذکرہ کرتے ہوئے ذہبی کا یہ قول نقل کرتے ہیں : " یقول الذهبی فی ذکر لبعض الاحادیث :لولا هیبة الصحیح لقلت اِنها موضوعة و ذهب ابن حزم الی تکذیب بعض احادیثه '' یعنی ،ذہبی نے بعض احادیث کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ عبارت لکھی ہے کہ اگر صحیح بخاری کی عظمت مانع نہ ہوتی تو میں اس کی روایت کو جعلی کہہ دیتا ،ابن حزم نے اس کی بعض حدیثوں کی تکذیب کا ارادہ کیا تھا۔([1])

ایک جگہ وہ امام بخاری کے راویوں کے سلسلے پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

'' ولقد ترك البخاری الروایة عن کثیر من علما الامة وأعلام الحدیث، ومن هم أدری بحدیث الرسول صلی الله علیه و آله وسلم، واشد عنایة فیه واحاطة له، وفی طلیعتهم الامام الصادق علیه السلام فلم یقدح ذلك فیهم او یحط من مقامهم۔ وقد خرج احادیث اناس لم یسلموا من الطعن، سواء فی العقیدة او العدالة، او الوثاقة، فان منهم من اتهم بالکذب، و وصف یوضع الحدیث، وللمثال تذکر منهم۔ '' یعنی :اُنھوں نے بہت سے علما اعلام سے روایت نہیں کی حالانکہ ان کا مرتبہ ان تمام راویوں میں سے بلند تھا جن کی روایتوں کو نقل کیا ہے،انہی مظلوموں میں

ایک امام جعفر صادق علیہ السلام بھی ہیں جن کی کوئی روایت بخاری میں درج نہیں کی گئی جبکہ ایسے افراد کی روایات موجود ہیں جن کا دین وایمان یا جن کی عدالت ووثاقت قابل شبہ اور تشکیک ہے بعض تو اپنے جھوٹ اور وضع حدیث میں مشہور ہیں۔اس کے بعد مؤلف نے ایسے روایوں کی چند مثالیں پیش کی ہیں۔(2)

اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے کے حکمرانوں بادشاہوں اور خلفا کا تذکرہ ہے جن میں عہد اُموی اور عباسی میں مدینہ کے والیوں کے بارے میں بحث کی گئی ہے اور اسی کے ساتھ اہل سنت کے چار فقہی مذاہب کی پیدائش،اُن کے پھیلنے اور شہرت حاصل کرنے کے علل واسباب ذکر ہوئے ہیں۔اس طرح ''محنۃ خلق قرآن ''کے عنوان سے تاریخ مسلمین کے اس افسوس ناک واقعے کی تفصیلات ذکر ہوئی ہیں۔

آگے چل کر مصنف کا مذہب جعفریہ کے آغاز، عوامل اور پھیلاؤ کا تذکرہ کرتے ہیں اور اس سلسلے میں بہت سے تاریخی نکات کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں۔اسی طرح حدیث نبوی وضع کرنے کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔جلد اول کے پہلے حصے کے آخر میں امام ابو حنیفہ کے بارے میں تفصیلات ذکر کی جاتی ہیں اور اُن کی فقہ اور شاگردوں پر تبصرہ کیا جاتا ہے۔

جلد اول کے دوسرے حصے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے کی مشکلات ذکر کرتے ہوئے امامؑ کے شاگردوں اور رواۃ حدیث پر بحث کی جاتی ہے۔اسی ضمن میں امام مالک اور اصول فقہ مالکی کی بحث چھیڑتے ہوئے ''موطا امام مالک'' پر بھی معلومات افزا تبصرہ کیا جاتا ہے اور مسئلہ تفضیل کے ضمن میں شیعہ اور صحابہ کے بارے میں بھی موصوف اپنا موقف بہت واضح انداز میں بیان کرتے ہیں۔

دوسری جلد

یہ جلد کتاب کے تیسرے اور چوتھے حصے پر مشتمل ہے جن میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے مکتب فکر، مذہب اور شیعہ کے بارے میں بحث کے دوران ان سے متعلق جو غلطی فہمیاں اور جھوٹی نسبتیں پھیلائی گئی، اُن کی نشاندہی کی گئی ہے۔پھر امامؑ کے اصحاب اور شاگرد فقہا کا تذکرہ ہے جن میں ابان بن تغلب، مؤمن طاق اور ہشام بن حکم شامل ہیں۔اسی طرح امام علیہ السلام کے زمانے میں موجود اسلامی فرقوں کی تفصیل بھی بیان ہوئی ہے۔اسی طرح امامؑ کے فرامین، وصیتوں اور حکمت آمیز کلمات ذکر ہوئے ہیں جو قابل مطالعہ ہیں۔اس حصے میں اجتہاد اور تقلید کی بحث میں اس بارے میں مختلف آراء بیان ہوئی ہیں اور اسی کے ضمن میں امام شافعی کی علمی حیات، آراء اور اقوال، عصر اور فقہی مذہب پر بحث کی گئی ہے۔کتاب کے چوتھے حصے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی تاریخ حیات، سیرت، شخصیت اور تعلیمات کے بارے میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔اسی حصے میں ''غلات'' کا موضوع بھی پیش کیا گیا ہے اور غالیوں، زندیقوں اور دہریوں کے مقابلے میں امام علیہ السلام کے مؤقف کی وضاحت کی گئی ہے۔اور پھر امامؑ کی طرف سے مختلف سوالات کے جوابات اور مناظرات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی امام احمد بن حنبل کے علمی حالات، زمانے اور واقعات کو ذکر کیا گیا ہے اور بنی عباس کے خلفاء مامون سے لیکر متوکل کے زمانے میں ''خلق قرآن'' جیسے مسئلے میں امام احمد بن حنبل کے مؤقف اور اُن کے اساتذہ اور شاگردوں، کتابوں اور فقہ حنبلی کے بارے میں تفصیل پیش کی گئی ہے

تیسری جلد

کتاب کی یہ جلد پانچویں اور چھٹے حصے پر مشتمل ہے جن میں مذہب تشیع کے بارے میں مستشرقین کی آراء نقل کرتے ہوئے اُن پر علمی تبصرہ کیا گیا ہے۔اس کے بعد امام صادق علیہ السلام کی مشکلات اور مسائل کا ذکر کرتے ہوئے ان کے بارے میں امام کی روش اور طریقہ کو بیان کیا گیا ہے وہ مزید بیان کرتے ہوئے امامؑ کے اخلاق اور آداب پر دلچسپ معلومات فراہم کرتے ہیں۔اسی حصے میں فاضل مؤلف نے اُستاذ ابو زہرہ مصری کی کتاب

''الامام الصادق''کا تذکرہ کرتے ہوئے اس پر تبصرہ کیا ہے۔اس کے آخر میں شیعہ اور سنی کے درمیان اسلامی فقہ کی بحث کو چھیڑتے ہوئے طہارت ونجاسات اور صلاۃ کے موضوع کو پیش کیا ہے۔ اور ساتھ ہی مختلف فقہی مذاہب کے درمیان فتاویٰ کے فرق کے علل واسباب ذکر کئے گئے ہیں اور واضح کیا گیا ہے کہ فقہ کے ان ابواب میں شیعہ اُسی چیز کے پابند ہیں جس کے دوسرے فقہی مسالک پابند ہیں اور بعض جزئی مسائل میں فرق فقط شیعوں ہی سے مختص نہیں بلکہ خود اہل سنت کے فقہی مسالک میں بھی ایسا فرق پایا جاتا ہے۔

کتاب کے پانچویں حصے میں فقہ اسلامی کی بحث ہی جاری رہتی ہے اور افعال الصلوۃ کی بحث کے ضمن میں نماز کے واجبات، مستحبات، مبطلات کے علاوہ، نماز مسافر اور جمع بین الصلاتین کی بحث کو چھیڑا گیا ہے اور اس کے متعلق علمی گفتگو کی ہے۔اس کے بعد شیعہ اور اہل سنت کے نزدیک فقہی منابع کی وضاحت کی گئی ہے۔

کتاب کے اس حصے میں ''کتاب ومؤلفون''کے عنوان سے ایک باب قائم کیا گیا ہے جس میں شیعوں کے خلاف لکھی جانے والی بعض کتب میں لگائی جانے والی تہمتوں اور شیعوں کے ساتھ جھوٹے اور خیالی فرقوں کے منسوب کیے جانے اور دوسرے افسانوں کی حقیقت بیان کی گئی ہے جو ان کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں۔اسی طرح اس مسئلے میں مستشرقین نے جو کردار ادا کیا ہے، اس کی قلعی کھولی گئی ہے۔آخر میں اُن شیعہ راویوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو جنہوں نے تدوین حدیث میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ساتھ ہی بعض ایسے شیعہ راویوں یا اُن کے شاگردوں کا ذکر بھی ہوا ہے جن سے صحاح اہل سنت میں حدیث نقل ہوئی ہے۔

کتاب کے اہم نکات

ا۔ امام جعفر صادق ؑ کے دور کی اہمیت

اس کتاب میں علامہ اسد حیدر مرحوم نے اس نکتے پر تاکید کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا دور اُمت مسلمہ کی تاریخ کا ایک اہم ترین اور تقدیر ساز دور تھا۔ یہ ایسا زمانہ تھا جب مختلف کلامی اور فقہی نظریات اسلامی مذاہب کے ائمہ اور پیشواؤں کی آراء کی شکل میں مدون ہو رہے تھے۔ اسی زمانے میں امام جعفر صادق علیہ السلام مکتب اہل بیت علیہم السلام کی درست وضاحت اور تشریح کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے اسلامی مذاہب کے پیروکاروں کے مختلف علمی سوالات وشبہات کا جواب دینے کی ذمہ داری پوری کر رہے تھے۔

۲۔ باب اجتہاد کا بند ہونا اور فقہ کا چار مذاہب میں منحصر ہونا

اس کتاب کے مصنف معتقد ہیں کہ اہل سنت کے فقہی مذاہب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تدریجاً چار مشہور مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) میں منحصر کر دیئے گئے تھے، اس طرح دیگر مذاہب مثلاً سفیان ثوری، داوؤد بن علی ظاہری کا مذہب تدریجاً ختم ہوتا گیا۔اس سلسلے میں وہ لکھتے ہیں: ۶۴۵ ھجری میں باب اجتہاد بند کر دیا جاتا ہے اور فقہی مسائل میں تقلید کو ان چار ائمہ کی فقہ میں منحصر کر دیا جاتا ہے۔حکومت نے جب دیکھا کہ معمولاً ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل کی فقہ ہی کی تدریس کی جارہی ہے تو اس نے مدرسہ مستنصریہ کے اساتذہ کو وزیر کے محل میں اکٹھا کیا اور اُن سے کہا: وہ اپنی طرف سے کوئی بات نہ کہیں ادب واحترام کا لحاظ رکھتے ہوئے فقط انہی چار فقہی مشائخ کے نظریات کا پرچار کریں۔اس جواب میں جمال الدین عبد الرحمٰن بن الجوزی الحنبلی اور سراج الدین مالکی اس حکم کی تائید کر دیتے ہیں۔([3])

یاد رہے کہ مستنصر عباسی نے ۶۲۵ ھ میں بغداد کا مدرسہ مستنصریہ بنوایا تھا جو ۶۳۱ ھ میں تیار ہوا تھا۔ ([4]) اس بحث کے خلاصہ کرتے ہوئے مؤلف لکھتے ہیں: اس پوری گفتگو سے یہ واضح ہو گیا کہ چاروں مذاہب کی بقاء اور کسی دوسرے مذہب کی ناکامی کا سہرا صرف حکومت کے سر ہے اسی نے انھیں موت کے گھاٹ اُتارا اور اسی نے انہیں مسند عطا کی ہے، اسی کی اگر نظر عنایت بدل جاتی تو آج مذاہب کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا، حنفی مذہب کو زیادہ وسائل مل گئے تھے، عباسی دور میں حکومت کی طرف سے تمام شرعی منصب اور قاضی کے عہدے انہی کے ہاتھوں میں تھے۔ ([5])

اس طرح تدریجاً دوسرے مذاہب اہل سنت کے ختم ہونے کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔ بنابریں امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں مشہور چار فقہی مذاہب کے علاوہ بھی اور بھی فقہی شخصیات اور مسالک موجود تھے اور یہ ایک اہم تاریخی نکتہ ہے جس کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

۳۔ وحی الہٰی کی تعلیمات پر مشتمل مذہب

یہاں تک ہم نے اہل سنت کے فقہی مذاہب کی بات کی ہے، لیکن مذہب اہل بیتؑ کی صورت حال قدرے مختلف ہے۔ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے فقہی مذہب نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں نمایاں حیثیت اختیار کی ہے اور دوسرے مذاہب اسلامی کے درمیان اپنا علمی مقام بنایا ہے۔ یہ مذہب معتبر احادیث اور وحی الٰہی سے متصل سرچشمے کی بنیاد پر قائم ہے۔ یعنی؛ جو احادیث، امام جعفر صادق (ع) نے فقہ جعفریہ کے احکام اور مسائل شریعت کے عنوان سے بیان فرمائی ہیں، وہ دوسرے فقہی مذاہب کے برعکس امام علیہ السلام کے ذاتی اجتہادات اور استنباطات پر مبنی نہیں ہیں، بلکہ ایسی احادیث پر مبنی ہیں جو امام علیہ السلام نے اپنے اجداد کے سلسلہ سند کے ساتھ رسول خدا ﷺ سے نقل فرمائے ہیں۔ کتاب الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

حدیثی حدیث ابی و حدیث ابی حدیث جدی و حدیث جدی حدیث الحسین و حدیث الحسین حدیث الحسن و حدیث الحسن حدیث امیرالمومنین و حدیث امیرالمومنین حدیث رسول اللہ و حدیث رسول اللہ قول اللہ عزوجل۔ (6)

یعنی؛ میری حدیث، میرے والد (امام محمد باقرؑ) کی حدیث ہے اور میرے والد کی حدیث میرے دادا (امام زین العابدینؑ) کی حدیث ہے اور میرے دادا کی حدیث، امام حسین علیہ السلام کی حدیث ہے اور امام حسینؑ کی حدیث، امام حسن علیہ السلام کی حدیث ہے اور امام حسنؑ کی حدیث امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی حدیث ہے اور اُن کی حدیث، پیغمبر اکرم ﷺ کی حدیث ہے اور پیغمبر اکرم ﷺ کا قول خداوند متعال کا قول ہے۔

بہر حال امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں مذہب اہل بیت علیہم السلام نے دیگر اسلامی مذاہب کے درمیان ایک واضح اور اہم مقام حاصل کر لیا تھا جس کے بارے میں مصنف تفصیلی گفتگو کرتے ہیں کہ اس مذہب کی بنیاد وحی الٰہی سے متصل احادیث اور فرامین پر قائم ہے۔ اور تمام شیعہ اماموں سے منقول روایات و احادیث کا سلسلہ سند رسول خدا ﷺ تک پہنچتا ہے کہ جو وحی الٰہی کے سوا بات ہی نہیں کرتے تھے۔

۴۔ شیعوں کی کوتاہی

بہر حال دوسرے بہت سے علل و اسباب کی طرح خود شیعوں نے بھی اپنے مذہب کا درست تعارف کرانے میں کوتاہی کی ہے جس کی وجہ سے اُمت اسلام میں اس مذہب کا مقام صحیح انداز میں نہیں بن سکا، اسی وجہ سے بہت سی علمی شخصیات اور دانشور شیعہ مذہب کے حقائق سے غافل رہے ہیں اور اُنھوں نے اپنی کتب اور علمی تحقیقات میں مذہب اہل بیتؑ کو نظر انداز کیا ہے۔ اس کے علاوہ دشمنوں کا پروپیگنڈہ بھی اس مذہب کے چہرے پر پردہ پڑے رہنے کا سبب بنا ہے اور حقیقت کی جستجو کرنے والے علوم آل محمدؐ کے حقائق سے غافل رہے ہیں۔

اس کتاب میں علامہ اسد حیدر نے جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ یہ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا علمی و معنوی تعارف کراتے ہوئے اُن کے معاصر علما و فقہا میں اُن کے مقام و منزلت کا درست تعین کیا ہے اور تمام اسلامی مذاہب میں مذہب امام جعفر صادقؑ کی اہمیت کو اُجاگر کیا ہے۔ کتاب کا قاری جب جلد ۲ میں امام علیہ السلام کے ۴۲۲۴ شاگردوں کی فہرست دیکھتا ہے تو اُسے معلوم ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام نے دنیائے علم وفقاہت کی کتنی بڑی خدمت انجام دی ہے اور اسلامی تہذیب و تمدن کے علمی سرمائے میں کتنا بڑا اضافہ کیا ہے۔(7)

اور جب امام علیہ السلام کے بارے میں علمائے اسلام کے اظہار نظر کو ملاحظہ کرتا ہے تو اسے امامؑ کے علمی دنیا میں مقام و مرتبے اور عزت واحترام کا اندازہ ہوتا ہے کہ اُمت مسلمہ میں امامؑ ایک چمکتے ستارے کی مانند ہیں۔ کتاب کے مؤلف نے بہت تفصیل کے ساتھ حضرت امام ابو حنیفہ کے امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ علمی مباحثوں کا تذکرہ کیا ہے اور ابو حنیفہ کی روش اجتہاد کے بجائے قیاس کے طریقہ کار پر امامؑ کی تنقید اور مخالفت کو کھل کر ذکر کیا ہے۔(8)

مصنف کا طریقہ بحث انتہائی محترمانہ اور علمی ہے ایسا طریقہ کہ جس کی آج ہمیں بہت زیادہ ضرورت ہے اور جو تمام اسلامی مسالک کو ایک دوسرے کے نزدیک لا سکتا ہے۔

۵۔ شیعوں پر ایک تہمت کا جواب

شیعوں کے مخالفین کی تہمتوں میں سے ایک بڑی تہمت یہ ہے کہ شیعہ صحابہ پیغمبر ﷺ کا احترام نہیں کرتے اور بعض اوقات بعض صحابہ کی شان میں گستاخی بھی کرتے ہیں۔ مؤلف محترم اس کتاب میں بعض مقامات پر صحابہ کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ شیعہ امامیہ فقط دشمنان اہل بیتؑ کے مخالف ہیں، لیکن جو بھی قرآن اور رسول خدا ﷺ کی تعلیمات کے برعکس خاندان رسولؐ کی مخالفت و دشمنی کا مرتکب ہوتا ہے شیعوں کے نزدیک قابل احترام نہیں رہتا، لیکن صحابہ میں جنہوں نے قرآن اور رسول خداؐ کی ان تعلیمات کی مخالفت نہیں کی اور جن کے ہاتھ خون اہل بیتؑ سے آلودہ نہیں ہوئے وہ سب کے سب شیعوں کے نزدیک قابل احترام ہیں اور شیعہ اُن کے مکمل احترام کے قائل ہیں۔

لہٰذا مصنف صحیفہ سجادیہ میں امام زین العابدین علیہ السلام کی مدح صحابہ میں دعا کو شیعوں کے اس تہمت سے بری الزمہ ہونے کے سلسلے میں بطور سند پیش کرتے ہیں، جس میں امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' اَللّٰهُمَّ وَ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَ مُصَدِّقُوْهُمْ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ بِالْغَيْبِ عِنْدَ مُعَارَضَةِ الْمُعَانِدِيْنَ لَهُمْ بِالتَّكْذِيْبِ وَالْاِشْتِيَاقِ اِلَى الْمُرْسَلِيْنَ بِحَقَائِقِ الْاِيْمَانِ فِيْ كُلِّ دَهْرٍ وَّ زَمَانٍ اَرْسَلْتَ فِيْهِ رَسُوْلاً وَّ اَقَمْتَ لِاَهْلِهٖ دَلِيْلاً مِّنْ لَّدُنْ اٰدَمَ اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ مِنْ اَئِمَّةِ الْهُدٰى وَ قَادَةِ اَهْلِ التُّقٰى عَلٰى جَمِيْعِهِمُ السَّلَامُ فَاذْكُرْهُمْ مِنْكَ بِمَغْفِرَةٍ وَّ رِضْوَانٍ اَللّٰهُمَّ وَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ خَاصَّةً نِ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الصَّحَابَةَ وَ الَّذِيْنَ اَبْلَوُا الْبَلَاءَ الْحَسَنَ فِيْ نَصْرِهٖ وَ كَانَفُوْهُ وَ اَسْرَعُوْا اِلٰى وِفَادَتِهٖ وَ سَابَقُوْا اِلٰى دَعْوَتِهٖ وَاسْتَجَابُوْا لَهٗ حَيْثُ اَسْمَعَهُمْ حُجَّةَ رِسَالَاتِهٖ وَ فَارَقُوا الْاَزْوَاجَ وَ الْاَوْلَادَ فِيْ اِظْهَارِ كَلِمَتِهٖ وَ قَاتَلُوا الْاٰبَاءَ وَ الْاَبْنَاءَ فِيْ تَثْبِيْتِ نُبُوَّتِهٖ وَ انْتَصَرُوْا بِهٖ وَ مَنْ كَانُوْا مُنْطَوِيْنَ عَلٰى مَحَبَّتِهٖ يَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ فِيْ مَوَدَّتِهٖ وَ الَّذِيْنَ هَجَرَتْهُمُ الْعَشَائِرُ اِذْ تَعَلَّقُوْا بِعُرْوَتِهٖ وَ انْتَفَتْ مِنْهُمُ الْقَرَابَاتُ اِذْ سَكَنُوْا فِيْ ظِلِّ قَرَابَتِهٖ فَلَا تَنْسَ لَهُمُ اللّٰهُمَّ مَا تَرَكُوْا لَكَ وَ فِيْكَ وَ اَرْضِهِمْ مِنْ رِضْوَانِكَ وَ بِمَا حَاشُوا الْخَلْقَ عَلَيْكَ وَ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِكَ دُعَاةً لَكَ اِلَيْكَ وَاشْكُرْهُمْ عَلٰى هَجْرِهِمْ فِيْكَ دِيَارَ قَوْمِهِمْ وَ خُرُوْجِهِمْ مِنْ سَعَةِ الْمَعَاشِ اِلٰى ضِيْقِهٖ ـــــ''(9)

یعنی :اے اللہ ! تو اہل زمین میں سے رسولوں کی پیروی کرنے والوں اور ان مومنین کی اپنی مغفرت اور خوشنودی کے ساتھ یاد فرما جو غیب کی رو سے ان پر ایمان لائے اس وقت کہ جب دشمن ان کے جھٹلانے کے در پے تھے اور اس وقت کہ جب وہ ایمان کی حقیقتوں کی روشنی میں ان کے (ظہور کے) مشتاق تھے ۔ ہر اس دور اور ہر اس زمانہ میں جس میں اس نے کوئی رسول بھیجا اور اس وقت کے لوگوں کے لیے کوئی رہنما مقرر کیا۔ حضرت آدم کے وقت سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد تک جو ہدایت کے پیشوا اور صاحبان تقوی کے سربراہ تھے (ان سب پر سلام ہو) بارالہا! خصوصیت سے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے وہ افراد جنہوں نے پوری طرح پیغمبر کا ساتھ دیا۔ اوران کی نصرت میں پوری شجاعت کا مظاہرہ کیا اور ان کی مدد پر کمر بستہ رہے اوران پر ایمان لانے میں جلدی اوران کی دعوت کی طرف سبقت کی ۔ اور جب پیغمبرؐ نے اپنی رسالت کی دلیلیں ان کے گوش گزار کیں توانہوں نے لبیک کہی اور ان کا بول بالا کرنے کے لیے بیوی بچوں کو چھوڑ دیا اور امر نبوت کے استحکام کے لیے باپ اور بیٹوں تک سے جنگیں کیں اور نبی اکرم کے وجود کی برکت سے کامیابی حاصل کی اس حالت میں کہ ان کی محبت دل کے ہر رگ وریشہ میں لئے ہوئے تھے اوران کی محبت ودوستی میں ایسی نفع بخش تجارت کے متوقع تھے جس میں کبھی نقصان نہ ہو۔ اور جب ان کے دین کے بندھن سے وابستہ ہوئے توان کے قوم قبیلے نے انہیں چھوڑ دیا۔اورجب ان کے سایہ قرب میں منزل کی تواپنے بیگانے ہوگئے تواے میرے معبود !انہوں نے تیری خاطر اور تیری راہ میں جو سب کو چھوڑ دیا تو (جزائے کے موقع پر) انہیں فراموش نہ کیجیئیو اوران کی فداکاری اور خلق خدا کو تیرے دین پر جمع کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ داعی حق بن کر کھڑا ہونے کا صلہ میں انہیں اپنی خوشنودی سے سرفراز وشاد کام فرما اورانہیں اس امر پر بھی جزادے کہ انہوں نے تیری خاطر اپنے قوم قبیلے کے شہروں سے ہجرت کی اور وسعت معاش سے تنگی معاش میں جاپڑے اور یونہی ان مظلوموں کی خوشنودی کاسامان کر کہ جن کی تعداد کو تونے اپنے دین کو غلبہ دینے کے لیے بڑھایا۔۔۔'' (10)

۶۔ دوست نما دشمن

اس کتاب کا ایک اور اہم موضوع'' غلات '' ہیں جس پر مؤلف بہت توجہ دیتے ہیں اور اسے ''غالیوں کا مسئلہ ''کے عنوان سے پیش کرتے ہیں۔ غالیوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل بیت اطہارؑ کے مقام ومرتبے اور انسانی شان ومنزلت کو حد سے زیادہ بڑھا کر پیش کرتے ہیں اور اس طرح خود اہل بیت اطہارؑ کی ناراضگی اور غضب کاسبب بنتے ہیں ۔ان لوگوں کی فکری گمراہی کا آغاز امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے زمانے سے ہوتا ہے ۔ائمہ اطہار علیہم السلام نے ان کے خلاف بہت سخت موقف اختیار کیا ہے۔امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں غالیوں کی سرگرمیاں بہت زیادہ بڑھ گئی تھیں۔غالیوں کے قول وفعل نے پوری تاریخ اسلام کے دوران مذہب امامیہ کے چہرے کو خراب کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور آج تک یہ لوگ مذہب اہل بیتؑ کے لئے ایک مشکل کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس سلسلے میں علامہ اسد حیدر لکھتے ہیں :

''شیعوں پر ایک بڑا حملہ یہی تھا کہ انھیں غالیوں کے ساتھ ملا دیا جائے اور میری نظر میں یہ بھی حکومت کی ایک سازش تھی جس سے شیعوں کی تباہی اور اہل بیت کی توہین کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔مذہب اہل بیتؑ ایک اسلامی مرکز تھا جس میں باطل کا گزر نہ تھا اس لئے سیاست نے غالیوں کا سہارا لیا جس سے ایک طرف اہل بیتؑ کی توہین کی گئی اور دوسری طرف اسلام کو مٹانے کی کوشش ہوئی۔(11)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں : '''اہل بیتؑ نے بروقت اپنے ان دوست نما دشمنوں کی حقیقت کو ظاہر کردیا اور اعلان کردیا کہ یہ غالی دین کے دشمن اور ملعون ہیں شیعوں کا فرض ہے کہ ان سے دور رہیں اور اظہار بیزاری کریں۔ شیعوں نے بھی ان احکام کے زیر اثر اپنی بیزاری کا اعلان کردیا ان سے میل جول حرام ،وہ نجس ،انہیں زکات دینا ناجائز ،ان کے مردوں کا غسل کفن خلاف شرع ،ان کے مسلمانوں سے ازدواجی تعلقات یا وراثت کے

رشتے سب ناروا قرار دیئے۔امام صادقؑ نے مغیرۃ بن سعید کو جھوٹا،کافر،ملعون اور ابو الخطاب جیسے لوگوں کو مستحق لعنت قرار دے کر ان تمام اصولوں کی مخالفت کی اور غلو جیسے قاتل مرض کو سرایت کرنے سے روک دیا''(12)

۷۔امام جعفر صادق علیہ السلام کی سیاسی فقہ

امام جعفر صادق علیہ السلام کا اپنے دور کی حکومتوں کے ساتھ سیاسی حکمت عملی اور مذہب شیعہ کے پیروکاروں کی مظلومیت،اس کتاب کے اہم موضوعات میں سے ایک ہے۔جس نے ائمہ اطہار علیہم السلام کی سیاسی زندگی میں دلچسپی رکھنے والوں کی توجہ کو خصوصی طور پر اپنی طرف مبذول کیا ہے۔امام علیہ السلام کو اپنی پوری بابرکت زندگی کے دوران بارہا عباسی حکومت کے روبرو ہونا پڑا ہے،اس سلسلے میں امام کی سیاسی حکمت عملی سیاسی فقہ کے مباحث کا بہت اہم باب ہے۔اور ہمیں خود سر و آمرانہ حکومتوں کے مقابلے میں سیاسی حکمت عملی کی تعلیم دیتا ہے۔مذہب شیعہ کے بارے میں بعض غلط فہمیوں کو دور کرنا اور ناروا تہمتوں کا ازالہ کرنا اس کتاب کے دوسرے اہم موضوعات میں سے ایک ہے۔اس سلسلے میں اس کتاب کی طرف رجوع کرنے والوں کو یقیناً فائدہ ہوگا اور اُن کے بین المذاہب مغالطات دور ہوں گے۔

حوالہ جات

1۔(الامام الصادق ولمذاہب الاربعہ،ج ا،ص ۷۸ بحوالہ تہذیب التہذیب،ج ۸،ص ۱۴۶)

2۔(ایضاً،ج ا،ص ۸۰،۷۹)

3۔(الامام لاصادق والمذاہب الاربعہ،ج ا ص ۱۷۱)

4۔(ایضاً،ج ا،ص ۱۷۲)

5۔(ایضاً،ص ۱۷۳)

6۔(الکافی،ج ا،ص ۵۳)

7۔(جلد ا،ص ۸۶)

8۔(جلد ا ص ۴۸۳)

9۔(صحیفہ سجادیہ دعائے چہارم)

10۔(ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ،ص ۱۱۱۔۱۱۳)

11۔''(الامام الصادق ولمذاہب الاربعہ،ج ا،ص ۲۳۴)

12۔(ایضاً)